سالانہ قیمت ۳ ۸ (تین روپیہ اٹھ آنہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر۔
اینو منترل۔ وارث روڈ) لاہور۔
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے۔ بکلارک صاحب
ایم۔ اے دالیپرس روڈ۔ لاہور منیجر

جو خط و کتابت و ترسیل زر
بنام منیجر صاحب ہونا چاہیے
اور مضامین و اشتہارات
وغیرہ برای اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں +

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۰	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہی۔ یکم۔ دسمبر ۱۹۲۲ء	نمبر ۴۸

غزل

از قلم حشمت شملوی

در دیکہ ہست در دلِ من آن نگفتنی است
از من دگر مپرس کہ ہم ناشُنفتنی است

گفتی کہ عشق را بدلِ خود نہفتہ دار
آتش درونِ پنبہ مگر کے نہفتنی است

پُر از کدورت است زجاروبِ آہِ خویش
گرد و غبارِ ساحتِ افلاک رُفتنی است

از بادِ نوبہار دلم وانشد ہنوز
این غنچۂ فسردہ مگر ناشگفتنی است

درکارگاہِ چشم ز الماس کار نیست
دُرہای اشک از سرِ مژگان سُفتنی است

اوصافِ او مگوی بہ رندانِ کور دل
کے رازِ آفتاب بخفاش گفتنی است

گفتارِ پاک حضرتِ عیلی است پُر مذاق
حشمت سخن ازان لبِ خندان شنفتنی است

غزل

نگہ کو تری دید کی آرزو ہے
دلِ منتظر کو تری جستجو ہے

خموشی میں حاصل ہو وصلِ مسیحا
نہ اب جستجو ہے نہ کچھ گفتگو ہے

نہ کیوں چشمِ ظاہر میں جلوہ ہو تیرا
شہ دو جہاں چشمِ باطن میں تو ہو

جھلک نور سے جسکی موسیٰ نے دیکھی
ہماری نظر میں وہی خوبرو ہے

کھنچی ہو مرے دل میں تصویر جبکی
تصور کے قرباں وہی روبرو ہے

لُبھائیں نہ کیوں دل کو تیری ادائیں
مروّت کی عادت محبت کی خو ہو

نہیں ہیچ کی قید جانِ دو عالم
زمانے میں چرچا ترا کو بکو ہے

ترے رُخ سے نسبت نہیں کچھ گلوں کو
نہ وہ زیب و زینت نہ وہ رنگ و بو ہو

مرے دل سے مٹجائیں سب آرزوئیں
اگر آرزو ہے تو یہ آرزو ہے

کہاں کی محبت کہاں کی عداوت
نہ کوئی محب ہے نہ کوئی عدو ہو

الگ سب سے عابد ہے مستی ہماری
جدا سارے عالم سے جام و سبو ہو

غزل

از جے۔ ایم۔ طالب۔ نابھ روڈ۔ لاہور

بھلا اُن سے کہیں نے بنے دو دشمن جانی
یہ کیا اُلٹا زمانہ ہے مجھے ہے سخت حیرانی

ابھی تو اے ہوس والو کرو جو چاہو نادانی
مگر اس جہل پر ہوگی تمہیں اک دن پشیمانی

جنہیں ہو عشق دنیا سے ہیں جنکے نام شیطانی
رہینگے حشر میں محروم وہ از لطفِ یزدانی

جھکا کر اپنی گردن دل کے آئینہ میں جب دیکھا
تو کیا کیا اپنے کاموں پر ہوئی مجھکو پشیمانی

جو سمجھیگا کلامِ پاک کے پُر راز لفظوں کو
خدا کی معرفت میں اسکو ہو جائیگی آسانی

بتوں کو پوجنا نیرنگیِ عالم پہ مرٹنا
سمجھ بندے خدا کے کچھ کہیں یہ کارِ شیطانی

رے اقوال اور افعال سے ہو راستی ظاہر
صداقت پائیں مجھ سے لوگ میں نے دل میں یہ ٹھانی
عدو جی جو گبر کا منہ اُتر جائے خجالت سے
دکھا طالب مضامیں کی کچھ ایسی گوہر افشانی

آواز کلیسیا

خدا کے فضل و کرم سے اس وقت مسیحی کلیسیا کی حالت ایسی ہے کہ اس کے واسطے کئی پرچوں کی ضرورت ہے۔ سکھوں کی تعداد مسیحیوں کی نسبت کم ہے۔ مگر پنجاب میں آجکل اُن کے کئی اخبار روزانہ نکلتے ہیں۔ ہمارے ہاں ماہواری ایک پرچہ مسیحی پنجاب کرسچن کانفرنس کی طرف سے شائع ہوتا ہے۔ وہ پولیٹیکل اور ریلیجس ہر دو مضامین پر لکھتا ہے۔ ان دنوں پولیٹیکل کی بھی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ جب سب قومیں بیدار ہو رہی ہیں تو ہماری آواز کا بھی گورنمنٹ تک پہنچنا ضروری ہے۔ یہ پرچہ فرقہ بندی سے آزاد ہے۔ مسیحی ہے۔ مگر منت صاحب فرماتے ہیں کہ پرسبٹرین کا پرچہ ہونا چاہیے۔ یہی خیال تنگ خیالی کا نتیجہ ہو مہربانی سے پرسبٹرین اور اسکوپیلین کا ٹنٹہ چھوڑ دو۔ لا دینی ایک نہیں بلکہ کئی ایک مسیحی پرچوں کی ضرورت ہے۔ اگر منت صاحب کے خیال کے مطابق یو۔پی میں کوئی ایسا پرچہ جاری ہوگا تو وہ سو دنیوں ہی کے واسطے ہوگا۔ اس وقت دو پرچے یو۔پی میں جاری ہیں۔ مخزن مسیحی الہ آباد اور کوکب ہند لکھنو۔ دونوں رومن میں ہیں۔ جو صرف یو۔پی کا علم ہے۔ پنجابی اس سے بے بہرہ ہیں۔ رومن ہو یا اُردو ہو یہاں تو مصیبت ہی اور ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ نہ اُردو سے واسطہ رکھتے ہیں نہ رومن سے۔ اُن کی مادری زبان انگلش ہے۔ نورافشان کو کون بابا۔ اسے پڑھتا ہے اور مسیحی کو کون گریجوایٹ دیکھتا ہے۔ جو آپ کی آواز کلیسیا پر کان دھرینگے۔ تا حال مسیحی کی اشاعت اس قدر نہیں کہ وہ اپنی آمدنی سے اپنا خرچ چلا سکے۔ حالانکہ کارکن سب آنریری ہیں۔ کاغذ اور چھپوائی کا خرچ مشکل سے چلتا ہے۔ اگر گاہے بگاہے عطیے نہ ملیں تو نہ معلوم اس کا کیا حشر ہو۔ افسوس ہے کہ ہمارے جوانوں میں اپنی زبان کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں۔ نہ اخبار بینی کا شوق ہے۔ اگر کچھ ہے تو انگریزی اخبارات کے جاندادہ ہیں۔

دو تین باتوں کی بہت ضرورت ہے۔ ایک تو ہندوستانی زبان کو کلیسیا کی مادری زبان لازمی قرار دیجئے۔ انگریزی پڑھیں اور خوب پڑھیں مگر ہندوستانی زبان پر مہربانی کی نظر رکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اخبار بینی کا مذاق پیدا کیجئے۔ نورافشان اور مسیحی ہر دو لاہور میں شائع ہوتے ہیں۔ میں یقین جانتا ہوں کہ لاہور میں تمام کلیساؤں کے مسیحی کئی ہزار ہیں۔ مگر یہ دونوں پرچے لاہور میں ایک ایک سو کی تعداد میں بھی خریدار نہیں لیتے۔ تو پھر کلیسیا کی آواز کس کے کانوں تک پہنچیگی۔ تیسری بات یہ ہے کہ فرقہ بندی کا جھگڑا درمیان میں نہ لایا جائے۔ شائق صاحب تو ایسی باتوں کے شائق ہی رہتے ہیں۔ اُن کی تو وہ مثال ہے

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے۔

ان کے مذاق کے آدمی کہاں ہیں۔ اگر وہ پنجاب میں ہوتے تو اُن کی قدر ہوتی۔ بہت کچھ کرتے۔ کیونکہ اُن کی طبیعت کے آدمی پنجاب میں بہت ہیں۔ خادم کلیسیا بقول منت چرچ آف انگلینڈ کا پرچہ ہوگا۔ یہ بھی ایک بدعت ہے میں کلیساؤں کی عزت کرتا ہوں۔ میں اپسکوپاس کا ماننے والا ہوں۔ لیکن بشیر واعظ خادم انجیل کا ہوں۔ میں مسیح کا منادہوں۔ چرچ آف انگلینڈ کا یا اپسکوپاس کا نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جیسا میں ہوں ویسے ہی سب ہوویں تا کہ بجائے فرقہ کے مسیحی کلیسیا کو جلال ہووے جو کلیسیائے جامع ہے۔ جس میں تمام دنیا کے ایماندار خواہ کسی فرقے کے ہوں شامل ہیں۔ پس اخبار کی ضرورت ہے جو ہندوستانی مسیحی کلیسیا کی آواز ہو۔ نہ پرسبٹرین کی نہ اسکوپیلین کی آواز۔

واعظ

شخصی پیالہ

برادرم منت نے پھر پرانی کتھا شروع کردی۔ اگر کسی کو یاد ہووے تو وہ مسٹر ایم۔ ایل رلیارام کی ایڈیٹری کے زمانہ کے مسیحی پرچے دیکھے۔ سنہ ۱۹۰۰ یا ۱۹۰۱ء کے پرچوں میں شخصی پیالہ پر بڑی بحث ہو چکی ہے۔ مسٹر میکلین پادری غلام مسیح حال ایڈیٹر نورافشاں بندہ واعظ بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اب اور کیا لکھنا ہے چھوت چھات اور ذات پات نے پہلے ہی ہندوستان کو لعنتی بنا رکھا ہے۔ اب اس پر کیا اضافہ ہوگا جس لعنت کو مسیحیت نے دُور کرنا ہے اگر وہی اس کو جاری کرے تو فرمائیے برکت کہاں سے آئیگی۔ یہ ذات پات کا ٹنٹہ کیسے دُور ہوگا۔ مجھے یاد ہے کہ اُس زمانہ میں میں نے لکھا تھا کہ ۱۹۰۰ برس سے یہ پاک رسم جاری ہے۔ کوئی شخص ثابت کردے کہ عشاء ربانی سے فلاں متعدی بیماری سے کوئی کلیسیا تباہ ہوگئی۔ یا کسی ایک شخص ہی کو بیماری لگ گئی ہو۔ یہ ایک ذہنی ڈھکوسلا امریکہ والوں نے شروع کیا۔ اور ان ہندوستانی اعلیٰ ذات پات کے مسیحیوں نے متعدی امراض کی آڑ میں طرفہ معجون سمجھ کر لعنت کا نسخہ بنا لیا۔ جہاں یورپ اور امریکہ سے انجیل کی برکات ہم کو حاصل ہوئی ہیں۔ کاشکہ یہ لوگ انجیل دے کر چلے جاتے ان برکتوں کے ساتھ ایسی ایسی لعنتیں بھی دینے لگے کہ دین دُنیا ہر دو میں روسیاہی ہمارے نصیب ہو۔ ایسی لعنتی بدعتوں کو ہمارے بھائی شیر مادر سمجھ کر نوش جاں فرماتے ہیں۔ شخصی پیالہ کا نظارہ تو میں نے یو۔پی میں دیکھا تھا۔ مگر پنجاب میں اس سے بڑھ کر بیہودگی دیکھی۔ بیان کرتے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔

نور افشان

مطبوعہ یکم دسمبر ۱۹۲۲ء

یسوع مسیح اپنے آپکو نہیں بچا سکتا

(۱) یسوع مسیح اپنے بچانیوالوں کا دوست نہ تھا

یسوع مسیح کے شاگرد ہمیشہ اپنے اُستاد کی اس بات سے پریشان اور افسردہ خاطر ہوا کرتے تھے کہ میں صلیب پہ مارا جاؤنگا۔ اُنہیں اپنے اُستاد کی صلیبی موت کا خیال اُس کے مسیح موعود ہونے کے دعوے کی خوشبو کو خاک میں ملا چھوڑتا تھا ایک دفعہ یسوع مسیح نے تمام شاگردوں کے روبرو اپنی صلیبی موت کا ذکر کیا۔ اس پر پطرس اُس کو الگ لے جاکر ملامت کرنے لگا۔ کہ اے خداوند خدا نہ کرے۔ یہ تجھ پر ہرگز نہیں ہونے کا۔ اُس نے پھر کر پطرس سے کہا اے شیطان میرے سامنے سے دُور ہو تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے متی ۱۶: ۲۱-۲۳۔

(۲) یسوع مسیح نے اوروں کو بچانے کیلئے آپکو نہ بچایا تھا

ہم مسیح کی بابت شروع سے یہ بات دیکھتے آرہے ہیں کہ وہ آپ کو بچانے نہیں آیا تھا۔ اُس کا آپ کو نہ بچانا کوئی بُرا فعل نہ تھا۔ نہ یہ اُس کی خودکشی تھی۔ نہ اس کا یہ کام دیوانگی کا نتیجہ تھا۔ بلکہ دانشمندانہ اور عاقلانہ خیال و عقیدہ کی تائید و تصدیق میں تھا۔ اور حکیمانہ اصول پر مبنی تھا۔ وہ دوسروں کے بچانے کے لئے صلیب پر مرنا چاہتا تھا۔ وہ یقین رکھتا تھا کہ اُس کی صلیبی موت سے لوگ عظیم فائدہ اُٹھائینگے۔ اُس کی صلیبی موت سے لوگ بچ جائینگے اُس نے اپنے اس اعتقاد کو بار بار ظاہر کیا۔ مثلاً جب وہ کھا رہے تھے تو یسوع نے روٹی لی اور برکت چاہ کر توڑی اور شاگردوں کو دیکھ کر کہا لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لیکر شکر کیا اور اُنہیں دے کر کہا کہ تم سب اس میں سے پیو۔ کیونکہ یہ عہد کا میرا وہ خون ہے۔ جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔ متی ۲۶: ۲۶-۲۷۔ مرقس کہتا ہے کہ اُس نے اُن سے کہا کہ یہ عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے لئے بہایا جاتا ہے۔ ۱۴: ۲۴ اور لوقا ۲۲: ۲۰۔ ۱ کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۲۵ میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں یوحنا ۱۰: ۱۵-۱۸۔ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کے مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن جب مر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے۔ یوحنا ۱۲: ۲۴ پس کسی کی نگاہ میں یسوع مسیح کا صلیب پر آپ کو نہ بچانا خواہ کچھ ہی معنے رکھتا ہو۔ پر یسوع مسیح کے اعتقاد و یقین میں اُس کے معنے مقرر و معین تھے۔ اس نے دوسروں کو بچانے کے لئے آپ کو صلیب سے نہ بچایا تھا۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اوروں کو بچانے کے لئے یسوع مسیح کا آپ کو نہ بچانا اُس کا اپنا اعتقاد و یقین تو تھا پر وہ اعتقاد و یقین باطل نہ تھا۔ اُس کی صحت و صداقت اُس کے صلیب پر مرنے کے دن سے آج کے دن تک کی تاریخ سے ملاحظہ کر دیکھو۔ اس وقت سے آج تک اُس کی صلیبی موت کے پھلوں سے زمین معمور چلی آئی ہے۔ دنیا کی ہر ایک قوم نے ٹھرے سے چوٹی تک مصلوب کے معتقدوں کو مٹانے میں زور مار دیکھا۔ مگر گیہوں کے دانہ کی کثرت آجتک موجود ہے کیا یہ کم تعجب خیز معاملہ ہے؟

(۳) اُس نے صلیب پر اپنی جان دیدی پر آپکو نہ بچایا

مرقس کہتا ہے کہ پھر یسوع نے بڑی آواز سے چلایا اور دم دیدیا۔ ۱۵: ۳۷۔ متی کہتا ہے کہ یسوع نے پھر بڑی آواز سے چلایا اور جان دے دی۔ ۲۷: ۵۰ یوحنا کہتا ہے کہ اُس نے سر جھکا کر جان دے دی۔ ۱۹: ۳۰ لوقا کہتا ہے کہ اور یہ کہہ کر دم دے دیا۔ ۲۳: ۴۶۔ چاروں انجیل نویس مصلوب یسوع مسیح کی بابت بالاتفاق یہ بات لکھتے ہیں کہ یسوع مسیح پر اُس کے دشمن ضرور غالب آئے۔ اُنہوں نے اُس کی زندگی کے آخری دم کو صلیب پر ضرور رخصت کیا۔ یسوع مسیح صلیب کے دُکھوں میں ضرور تڑپ تڑپ کر ختم ہوا اُس نے اپنے بچاؤ کے لئے مطلق کوئی تدبیر نہ نکالی۔ نہ اُس کی شخصیت دشمنوں کے ہاتھ سے بچکر آسمان پر پہنچ سکی۔ وہ زمین پر ہی صلیب کی لکڑی پر کھینچے کھنچائے تمام ہوگیا۔ اُس کے دوستوں اور دشمنوں کی یہ آرزو ہی رہی کہ وہ صلیب پر سے اُتر کر یا بچ کر دکھا دے پر اُنکی آنکھوں اور حواسوں کی آگاہی میں اُن کی تمام آرزو صلیب پر سے یسوع مسیح کی زندگی کے آخری دم کے ساتھ رخصت ہوگئی۔ یسوع مسیح کی صلیبی موت ہی ایک اہم واقعہ ہے۔ جس پر یسوع ناصری کے دوستوں اور دشمنوں نے اتفاق کیا ہے کہ وہ آپ کو بچا نہیں سکا۔

(۴) یسوع مسیح کا آپکو نہ بچانا آپکی حقیقی فتحمندی تھی

اس بات میں کلام نہیں کہ یسوع مسیح کا آپ کو نہ بچانا بظاہر دشمنان مسیح کی فتح تھی۔ پر درحقیقت یسوع مسیح کے دشمنوں کی کامل شکست اور یسوع مسیح کی دائمی اور حقیقی فتح تھی۔

ہماری دنیا میں انسان کی فتحیاب زندگی وہ سمجھی گئی ہے جو اپنے مسلمہ قاعدہ اور قانون کے موافق بسر ہو جائے جو غیروں کے اختیار و اقتدار سے غیر متاثر ہو کر اپنا ذاتی اثر دور دور تک پیدا کرتی ہوئی بٹ جائے۔ مخالف ایڑیاں رگڑتے رہ جائیں پر اپنی زندگی کا اثر اور سایہ اُس پر ڈال نہ سکیں۔ دوسری یہ بات بھی انسان کی اعلیٰ فتحیابی کا جزو ہے کہ ایک شخص اپنی زندگی کو اپنی مطلوبہ خواہش کے موافق ختم کر جائے زمانہ کے حوادث اس کے مطلوبہ انجام تک پہنچنے کی راہ میں مانع ہوتے ہوئے اُسے اپنے مطلوبہ انجام سے باز نہ رکھ سکیں پس جو شخص اس دنیا میں ایسا ہی جائے جیسا کہ وہ جینا چاہتا ہے اور اس طرح مر جائے جس طرح وہ مرنا

چاہتا ہے اور سخت مزاحمت اور مخالفت کے ہوتے ہوئے وہ ان دونوں مطلبوں میں کامیاب ہو جائے تو ہم ایسے شخص کو فتحیاب اور کامیاب شخص کہتے ہیں خواہ وہ ہماری دنیا میں چند ہفتے ہی زندہ رہے۔ وہ مرد فتحمند شخص ہے یسوع مسیح ہماری دنیا میں معانی مذکورہ کا کامیاب اور فاتح شخص تھا۔ اُس نے دنیا میں جینے کا یوں قصد کیا کہ وہ اسی نابکار دنیا میں خدا کی مرضی کے عین مطابق جیئیگا۔ وہ اس کام کو اپنی زندگی کے ایام میں ختم اور پورا کریگا جو وہ دنیا میں کرنے آیا تھا۔ اس نے وہ کام زمانہ کی مخالفت کے درمیان کیا۔ نہایت دلیری اور جوانمردی اور شجاعت اور بہادری سے کیا۔ دن رات کیا۔ شہروں اور قصبوں میں گاؤں اور میدانوں میں کیا۔ نہایت صبر و استقلال کیا ساتھ کیا۔ سردی گرمی اور بھوک پیاس کی حالتوں میں کیا۔ زمانہ اُس کا مخالف رہا۔ مخالفوں نے اسے غیر مؤثر کرنے کی سر توڑ کوشش کی۔ اُس کے کام کو روکنے میں ہزار ہا قسم کے پاپڑ بیلے۔ اپنے مکروں اور فریبوں کے جالوں میں پھنسانے کی صدہا تدابیر کیں۔ پر وہ اپنی زندگی کو اپنی معلومات کے موافق کاٹ گیا۔ وہ اپنا کام اس طرح کر گیا جس طرح وہ کرنا چاہتا تھا۔ گو اُسے دنیا میں صرف ساڑھے تین سال خدمتی زندگی بسر کرنے کے لئے۔ پر وہ انہیں تھوڑے برسوں میں وہ کام ختم اور کامل کر گیا۔ جو کوئی حضرت نوح کی زندگی لے کر بھی تمام نہ کر سکتا تھا۔ کلمتہ اللہ کی اپنی گواہی یہ ہے کہ جو کام تو نے مجھے کرنے کو دیا تھا اُس کو تمام کر کے میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا۔ یوحنا ۱۷: ۴۔ پس یسوع مسیح کی صلیب کے دشمن اس پر شادیانے بجا نہیں سکتے جنہوں نے اپنی شکست پر خوشی ضرور منائی۔

یسوع مسیح کی زندگی کا مقصد یہ بھی تھا کہ وہ صلیب پر مرے۔ اس نے اپنی زندگی میں بار بار اسبات کا اعلان کیا۔ وہ اپنی بابت باپ کی یہی مرضی یقین کرتا تھا کہ وہ صلیبی دکھوں اور پیڑوں کی آگ میں اپنی زندگی کا اختتام دیکھئے تو بھی اس کی کبھی یہ کوشش نہ ہوئی کہ وہ کوئی ایسا جرم کرے جس کی پاداش صلیبی موت ہو۔ اُس نے کبھی رومی حکومت کے قانون کے خلاف کوئی کام نہ کیا۔ اس کی کبھی یہ کوشش نہ ہوئی کہ وہ حقیقی مجرم اور قصوروار ہو کر اپنے مقصود کو حاصل کرے۔ گو وہ اپنی زندگی کے اختتام کی بابت یہ سب کچھ جانتا تھا گو اُس کے زمانہ کے حالات و اسباب اُسے مصلوب کرنے کے خلاف بھی ہوئے۔ گو عدالت نے اُس کو بالکل بےگناہ اور بے الزام قرار دے کر رہا کرنا بھی چاہا۔ پر اُس نے اپنی زندگی کا اختتام صلیب پر ہی پایا۔ زمانہ کی مخالفت اور موافقت اُسے اُس کے مطلوبہ انجام سے باز نہ رکھ سکی پس یسوع مسیح کی صلیبی موت واقعی اور حقیقت میں اُس کی زندگی کی لاثانی فتح تھی۔

اس کے سوا یسوع مسیح کی فتح یہ بھی تھی کہ اُس نے صلیبی موت پر بھی اپنے معتقد پیدا کئے۔ مصلوب ڈاکو اُس کا کلمہ پڑھتا مرا۔ رومی صوبہ دار جو بروقت صلیب فوجی خدمت پر مامور تھا اُس کا معتقد بنا۔ اس کے سوا اُس کی زندگی کی تاثیر و بقا کی شاہد یہی ایماندار مستورات تھیں جو اس کی صلیبی موت کے حالات جوانمردی اور بہادری سے دیکھ رہی تھیں۔ اُس کی زندگی کی تاثیر کی ان مثالوں کے سوا اُس کے وہ شاگرد بھی شامل تھے جو خوف و دہشت کے سبب پوشیدہ تھے۔ پس گو یسوع مسیح صلیب پر مر گیا۔ پر اُس کی زندگی کا اثر نہیں مرا۔ وہ چالیس دن کے اندر اس قدر وسیع اور زبردست اور گہرا ہو گیا۔ کہ وہ پنتیکوست کے دن اُسے بھاگے ہوئے اور پراگندہ شاگردوں کو سربکف دنیا کے روبرو نکال لایا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے۔ پس یسوع مسیح مصلوب ہو کر غیر مغلوب قدرت نکلا۔ جس کا انکار کوئی سلیم العقل انسان کر نہیں سکتا۔

(۱۵) مصلوب پر کے مضحکہ کی حقانیت

یوں تو بازاری اور مسخرے فی زمانہ بھلے لوگوں پر آوازے کستے آئے ہیں جن کا نہ کبھی کسی نے خیال کیا اور نہ وہ خیال کرنے کے لائق تھے۔ بندگان خدا ایک کان سے ان کی سنتے رہے اور دوسرے کان سے ان کی باتوں کو رخصت کرتے رہے۔ وہ جھوٹی باتیں تھیں۔ جھوٹ ہی میں رل مل کر مٹتی رہیں۔ پر یہودیوں کے بادشاہ پر اُس کی مصیبت کے وقت لوگوں نے جو مضحکہ خیز باتیں کی تھیں وہ ایسی نہ تھیں جو خدا کے عاشقوں کے حافظہ سے محو ہو جاتیں۔ وہ اُنہیں کے ہاتھوں سے قلمبند ہوئیں کہ آنے والے زمانہ ان کی مضحکوں کی حقیقت کو دیکھیں۔ وہ اسبات کا اندازہ لگائیں کہ جو شخص اوروں کو بچانے کے خیال سے صلیب پر پڑا تھا اور جس پر اُس کے مخالفوں نے یہ کہکر ہنسی اڑائی تھی کہ اُس نے اوروں کو بچایا پر وہ آپ کو نہیں بچا سکتا۔ کہاں تک ایک حقیقت ہے؟

پس ہم آج انیس سو بائیس برس کے اختتام کے قریب اسبات پر صداقت سے گواہی دیتے ہیں کہ یسوع مسیح نے آپ کو صلیب پر دے کر فی زمانہ کروڑوں کو بچا دیا ہے۔ اور اس وقت اُس کی موت کے سبب سے بچے ہوئے کروڑہا کروڑ بنی آدم موجود ہیں۔ یسوع مسیح کے مخالفوں کی ہنسی ایک حقیقت بن گئی جو ایک تو یہ بات کہتے تھے کہ اُس نے اوروں کو بچایا۔ اُس کے مخالفوں کی یسوع مسیح کی بابت یہ بات عین حق اور یسوع مسیح کے اعتقاد کے موافق حق ثابت ہو چکی۔ دوسری یہ بات بھی یسوع مسیح کے اعتقاد و یقین کے موافق صداقت ٹھہر چکی۔ کہ اُس نے آپ کو نہیں بچایا ہے۔ پس مسیحیت کی بنیاد یہی دو باتیں ہیں کہ یسوع مسیح مصلوب ہو کر ایمان لانے والوں کو بچانے والا ہے۔ خدا کی قدرت اس میں نظر آتی ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کے لئے مخالفوں کی ہنسی اور تضحیک بھی ایک اٹل حقیقت ثابت کر دکھائی ہے (باقی دارد)

شخصی پیالوں کی نسبت نورافشاں کی یہ رائے ہے کہ جو اصحاب شخصی پیالوں کو رواج دے چکے ہیں۔ وہ کسی کی نفرت سنتے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ جو شخصی پیالوں کے طرفداروں کے خلاف اور کچھ نہ لکھیں۔ جو کچھ لکھا گیا ہے اسے کافی سمجھا جائے۔ ہم جو شخصی پیالوں کے مخالف ہیں اس جماعت کے ساتھ عشائے ربانی چھوڑ دیں جو شخصی پیالے استعمال کرتی ہے۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے۔

سنا گیا ہے کہ گجرانوالہ میں ایک خاتون نے گرجا کے لئے وہاں کی مسیحی جماعت کو زمین دی تھی۔ مگر وہ جماعت گرجا نہ بنا سکی۔ آخر خاتون مذکور نے اس زمین پر قبضہ کرنا چاہا۔ یہ وہاں کے تمام مسلمانوں اور سکھوں اور ہندو صاحبان نے مسیحی جماعت کی حمایت کر کے اُسے زمین پھر دلا دی۔ مسیحیوں نے زمین پر قبضہ کر کے ایک ہی رات میں آدمی کے قد کے برابر گرجا کی دیواریں اُٹھالیں۔ اور مسلمان راجوں نے ایک کوڑی مزدوری میں نہیں لی۔ ہندو اور مسلمان اور سکھوں کی طرف سے مسیحیوں کی ہمدردی کی یہ پہلی مثال ہے جس کے لئے ہم اپنے ہموطنوں کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

مورخہ ۲۵ و ۲۶ نومبر ۱۹۲۲ء کے دنوں میں پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس اور پنجاب کرسچن سنٹرل کواوپریٹو بینک کا دوسرا جلسہ مسٹر کے ایل رلیا رام ایم۔ ایل سی کے احاطہ میں فراہم ہوا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ شہری بہت کم تھے۔ مورخہ ۲۵ نومبر کے پہلے جلسہ کی ابتدا کلام کی تلاوت اور دعا سے ہوئی۔ ہادی پادری اے ٹھاکر داس صاحب لاہور تھے۔ سکرٹری صاحب نے اپنی رپورٹ سُنائی۔ خزانچی صاحب نے بھی اپنی رپورٹ سنا دی۔ دیہاتی مسیحیوں کی مشکلات اور اُن کے حل پر پادری [illegible] اور مسٹر بی۔ این ددھاوال صاحبان نے معقول تقاریر کیں۔ شہر کے مسیحی دیہاتی مسیحیوں کی مدد کیسے کر سکتے ہیں۔ اس پر مسٹر حاکم دین نے عمدہ تقریر فرمائی۔ پھر مضامین مذکورہ بالا پر کل کانفرنس نے بھی رائے زنی کی۔ جداگانہ نیابت پر مسٹر بی۔ ایل رلیا رام صاحب لاہور نے نہایت معقول تقریر فرمائی۔ پھر اس پر کانفرنس نے بھی رائے زنی کی۔ پھر سودیشی پر مسٹر کے۔ ایل رلیا رام صاحب اور مسٹر نجم الدین صاحب نے ایسی زبردست تقاریر کیں کہ تمام سوٹ بوٹ کے ملبوس اصحاب کم از کم سودیشی پسند بن گئے۔ جملہ کانفرنس ان لیڈیز کی تقاریر پر دم بخود ہو گئی۔ اور کانفرنس کو ایک قرارداد پاس کرنی ہی پڑی کہ ہمیں مقدور بھر سودیشی کا استعمال جاری کرنا چاہئے۔ اس کے سوا ٹیریٹوریل فورس میں ہندوستانی مسیحیوں کے حصہ پر بھی مسٹر پی۔ این ددھاوال صاحب نے تقریر فرمائی۔ اور تعلیم یافتہ مسیحی نوجوانوں کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ آپ خود بھی اس فوج میں داخل ہو گئے ہیں۔ خوشی کا مقام ہے کہ کینیرڈ کالج کی امداد میں اس سال بھی کانفرنس نے ۱۸۰ روپیہ دینا منظور کر لیا ہے۔ مورخہ ۲۶ نومبر ۴½ بجے شام کے سوامی سُندر سنگھ نے فورمن کرسچن کالج کے ہال میں حاضرین کو پیغام الٰہی دیا جس سے حاضرین کو تازگی حاصل ہوئی۔ ہم کانفرنس کے کام پر خدا کی برکت مانگتے ہیں اور یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ خداوند سادھو سندر سنگھ کے وسیلہ سے اس سال پنجاب میں جلال پاوے۔ آمین

استری جاتی اُدھارک

استری جاتی اُدھارک نام کے ایک اخبار نے فیروزپور چھاؤنی میں جنم لیا ہے۔ اس کا پہلا نمبر ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جس کے ایڈیٹر مسٹر بھگت رام صاحب ہیں۔ یہ اخبار فی الحال مہینہ میں دو دفعہ شائع ہوا کریگا۔ اس کا مدعا اس کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں ہندوستان کی مستورات اور ان کے بچوں کی مناسب رکشا اور پالنا کے خیال سے اہل ملک کو آگاہ کیا جایا کریگا۔ استریوں یا عورتوں کے حقوق کی نگرانی کی جائے گی یہ اخبار گویا مسز نیڈو کی اس تقریر کے منشا کو پورا کرے گا۔ جو نورافشاں کے پچھلے نمبر میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ ایسے اخبار کی ہندوستان کو سخت ضرورت تھی خوشی کا مقام ہے کہ اس ضرورت کی مرافعت کا ذمہ وار بھی پیدا ہو گیا جس کے لئے ہم مسٹر بھگت رام کو مبارکباد دیتے ہیں اخبار کی لکھائی چھپائی اچھی ہے ضخامت ۸ صفحہ کی ہے قیمت برائے نام ۱۲ر سالانہ ہے۔ جو اصحاب اس کے خریدار بننا چاہیں وہ مسٹر بھگت رام ایڈیٹر استری جاتی اُدھارک فیروزپور چھاؤنی سے خط و کتابت کریں ✤

کیا ایشیائی مسیحیت ہمیں درکار ہے؟

گذشتہ ہفتے کے نورافشاں میں میں نے اس مضمون کے متعلق کہ ہمیں کیسا یسوع مسیح درکار ہو چند خیالات پیش کئے۔ امید ہے اس بیان سے ناظرین نورافشاں پر یہ بات صاف ظاہر ہو گئی ہے کہ ہمیں ایشیائی یا قومی مسیح یا انسان کا تصور کیا ہوا یا خیالی مسیح درکار نہیں۔ ہمیں عالمگیر اور خدا کا مقرر کیا ہوا اور حقیقی مسیح درکار ہے۔ وہ مسیح ہمیں درکار ہے جس کی بابت مقدس یوحنا رسول نے گواہی دے کر یہ لکھا کہ اُس زندگی کے کلام کی بابت جو ابتدا سے تھا اور جسے ہم نے سُنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چھُوا (یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اُسے دیکھا اور اُس کی گواہی دیتے ہیں اور اسی ہمیشہ کی زندگی کی تمہیں خبر دیتے ہیں جو باپ کے ساتھ تھی اور ہم پر ظاہر ہوئی) جو کچھ ہم نے دیکھا اور سُنا ہے۔ تمہیں بھی اس کی خبر دیتے ہیں تاکہ تم بھی ہمارے شریک ہو اور ہماری شراکت باپ کے ساتھ اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھ ہے۔ ا یوحنا ۱: ۱-۳ تک۔

پس میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بات خوب آشکارہ ہو گئی ہے کہ ہمیں ایشیائی مسیح درکار نہیں۔ اب دوسرا خیال کہ ایشیائی مسیحیت ہمیں درکار ہے اُسے ہم کیا سمجھیں؟ کیا وہ سچ ہے یا غلط ہے۔ پہلے خیال کی طرح تو غلط نہیں۔ اس میں ضرور سچائی پائی جاتی ہے۔ ایشیائی مسیح کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ محض ایک خیال ہے لیکن ایشیائی یا یورپی مسیحیت ایک حقیقی شے ہے چنانچہ ہر کہیں ایسے الفاظ کا عام استعمال ہے

مسیح میں کبھی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ وہ ابد تک یکساں رہتا ہے۔ لیکن مسیحیت میں جو انسان سے منسوب کی جاتی تبدیلی ہوتی ہے۔ وہ کبھی بڑھتی کبھی گھٹتی ایک زمانہ میں اُس کا عروج ہوتا۔ دوسرے زمانہ میں زوال ہوتا۔ یوں مسیحیت مختلف قسم کی ہوتی ہے مثلاً رسولی زمانہ کی مسیحیت اور زمانہ وسطی اور ریفارمیشن اور زمانۂ حال کی مسیحیت۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحیت یا انگلنڈ۔ سکاٹلنڈ۔ جرمنی۔ امریکہ۔ چین اور ہندوستان کی مسیحیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یا یوں کہیں مسیحیت اکثر اُس ملک یا قوم کے مطابق ہوتی ہے جس میں وہ پائی جاتی اور ایسا ہونا بھی چاہئے۔ ورنہ مسیحیت حقیقی نہیں۔ وہ محض نقلی اور بناوٹی ہوگی۔ اور ضرور ہے کہ ہماری مسیحیت اصلی ہو۔

ایک دفعہ میں اپنے ایک دوست کو ساتھ لے کر سہارنپور کی سالیانہ نمائش کو دیکھنے گیا۔ لوٹتے وقت آدمیوں کی بڑی بھیڑ میں سے گذرنا پڑا۔ میرے دوست نے چند لوگوں کو کوٹ پتلون اور ٹوپی پہنے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ دیسی مسیحی ہیں۔ اُنہوں نے کہا دیسی مسیحی ہیں! وہ تو لوفرس (آوارہ گرد) معلوم ہوتے ہیں۔ اس طرح کی مسیحیت ہمیں درکار نہیں۔ اس سے ہندوستانی مسیحیوں کی بدنامی ہوتی ہے۔ وہ ولائتی بھی نہیں بلکہ ولائتی مسیحیت کی ایک بگڑی ہوئی صورت ہو۔

پس یہ دعوے کہ ہمیں ایشیائی مسیحیت درکار ہے صحیح و درست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مسیحیت میں دو طرح کی صفتیں پائی جاتی ہیں۔ یعنی باطنی اور ظاہری۔ اندرونی اور بیرونی۔ ضروری اور غیر ضروری۔ غیر ضروری سے یہ مراد نہیں کہ اُنکا ہونا لازمی نہیں ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے مسیحیت ان پر موقوف نہیں۔ وہ باطنی اور روحانی خاصیتوں پر موقوف ہے۔ ایشیائی اور یورپی خواص غیر ضروری ہیں۔ جو انسان کی ظاہری اور تبدیل پذیر حالت سے پیدا ہوتے ہیں مسیحیت ایک باطنی اور روحانی اور بے تبدیل شے ہے جو کسی زمانہ یا ملک پر موقوف نہیں۔ بلکہ ہر کہیں یکساں ہوتی ہے اور ہمیشہ کو قائم رہتی ہے۔

پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ہندوستان کے رہنے والوں کو ایشیائی مسیحیت درکار ہے اور لفظ ایشیائی پر زور دیتے ہیں تو یہ اندیشہ ہے کہ امر حق امر غلط میں بدل جائے۔ مثلاً یہودی لوگ مسیح کے زمانہ میں خدا کی بادشاہت کی بڑی انتظاری کرتے تھے۔ لیکن اس جملہ میں وہ لفظ بادشاہت پر زور دیتے اور اس کو محض ایک دنیوی بادشاہت سمجھتے تھے۔ لفظ خدا جو اس جملہ کا بڑا اور ضروری لفظ ہے۔ اُسے بالکل بھول گئے لہٰذا وہ غلط خیالوں میں پڑ گئے۔ اور خدا کی بادشاہت سے محروم رہے۔ پس ممکن ہے کہ آجکل ملک ہند میں قومی جوش کے سبب جو بہت زور پر ہے۔ ہندوستانی مسیحی لفظ ایشیائی پر زور دے کر مسیحیت کے اعلےٰ اور حقیقی خاصہ کو گھٹائیں۔ یا اُسے بالکل فراموش کر دیں۔

پس لفظ ایشیائی کا ہم بہت کم خیال کریں۔ لفظ مسیحیت پر زور دینا چاہئے۔ ہمیں مسیحیت درکار ہے۔ اُس کا ایشیائی یا یورپی ہونا ایک خفیف بات ہے۔ بلکہ زیادہ دلیری کے ساتھ میں یہ بھی کہنے کو تیار ہوں کہ ایشیائی مسیحیت ہمیں درکار نہیں۔ سچی مسیحیت ہمیں درکار ہے۔ خدا کبھی ہم سے یہ نہ پوچھیگا کہ آیا تمہاری مسیحیت ایشیائی ہے یا یورپی۔ یا کسی زمانہ یا قوم یا کسی فریق کی۔ بلکہ صرف یہ پوچھیگا کہ آیا تمہاری

مسیحیت حقیقی مسیحیت ہے؟ پس اگر خدا نے چاہا تو آیندہ ہفتہ کے نور افشاں میں یہ بیان کرونگا کہ سچی مسیحیت کیا ہے۔

آپکا خادم۔ ایچ۔ سی۔ ویلی۔ بسسبار نپور

مساتیر

لفظ اپاکرفا کا ترجمہ ہم نے مساتیر کیا ہے۔ آجکل انگریزی میں اپاکرفا سے عموماً وہ تحریرات مراد ہوتی ہیں جو کتاب مقدس کے "قانون" سے خارج ہیں۔ بلکہ یہ لفظ زیادہ تر اب "جعلی" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لفظ اپاکرفا اصلاً ایک یونانی اسم بصیغہ جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں پوشیدہ۔ ہمارے ترجمہ کا لفظ مساتیر بھی اسم بصیغہ جمع ہے اور معنی ہیں پوشیدہ چیزیں۔ لفظ اپاکرفا کی تاریخ بہت دلچسپ ہے۔ کیونکہ مختلف اوقات میں اس سے مختلف معانی مراد لئے گئے ہیں۔ چنانچہ ابتداءً دار یمین[1] کہتے تھے کہ معرفت الٰہی کے اسرار عوام پر ظاہر نہیں کرنے چاہئیں۔ **مساتیر کے معنی** پس ایسی کتابوں کو جو اُن کے نزدیک رموز و اسرار معرفت پر مشتمل تھیں وہ مساتیر کہا کرتے تھے اور اُن کو عام مسیحیوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ فرقہ مذکور کو ایسی کتابوں پر بڑا ناز تھا۔ اسی زمانہ میں اور نیز اس کے کچھ عرصہ بعد بعض مسیحی بزرگ لفظ اپاکرفا ایک اور معنی میں استعمال کرنے لگے یعنی وہ مشکوک اور غیر ضروری کتابیں جنکا پڑھنا ان کے نزدیک عام مسیحیوں کو زیادہ مفید نہیں تھا۔ بعد اُس کے جب مختلف صحائف کے الہامی یا غیر الہامی ہونے کا مسئلہ چھڑا اور الکتاب یعنی بائبل کا "قانون" مرتب ہوا تو اپاکرفا کے معنی ہو گئے۔ وہ کتابیں اور تحریرات جو غیر الہامی اور "قانون" سے خارج تھیں۔ رفتہ رفتہ اس کے معنی جعلی ہو گئے۔

مساتیر کی اہمیت۔ تحریرات مذکورہ مدتوں قعر گمنامی میں پڑی رہیں۔ لیکن زمانہ حال میں جبکہ یورپ میں فن تنقید کو ترقی ہوئی اور لوگ بال کی کھال نکالنے لگے تو الکتاب کے صحائف اور مضامین بھی معرض بحث میں آئے پس علماء کو ضرورت ہوئی کہ قدیم یہودی اور مسیحی ادبیات پر استیعابی نظر ڈالیں۔ اسی سے ان پرانی تحریروں کو شہرت ہوئی۔ نیز صحف مندرجہ الکتاب کے مضامین اچھی طرح سمجھنے کے لئے لازم آیا کہ یہ کتابیں بھی پڑھی جائیں۔ کیونکہ کسی تحریر کا مطلب صحیح طور پر جاننے کے لئے اُسی زمانے اور اُسی مضمون کی دیگر کتابوں کے دیکھنے سے مدد ملتی ہے۔ پس تحریرات مذکورہ کے ترجمے اور زبانوں میں بھی ہونے لگے۔ بااینہمہ ان کتابوں کا علم علماء تک محدود رہا اور ہنوز ان کے کامل ترجمے عام فہم اور رائج الوقت زبانوں میں کمیاب ہیں۔

اختلاف آراء کی ایک وجہ۔ اوپر ہم بیان کر آئے ہیں کہ اوائل دین عیسوی میں مسیحی بزرگوں کی رائیں ان کتابوں کے متعلق مختلف تھیں۔ اس اختلاف کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ خود یہودیوں کے بھی دو گروہ ہو گئے تھے۔ بعض "یونانی مائل" یہودی جو اسکندریہ اور دیگر مقامات میں بود و باش کرتے تھے بہت کچھ عبرانی بھول گئے تھے اور اُن کے لئے یہودی علما کو عہد عتیق کا ترجمہ یونانی زبان میں کرنا پڑا تھا۔ اس مشہور ترجمہ کو ترجمہ ہفتاد[2] کہتے ہیں۔ اس کے متن میں بعض ایسے صحیفے داخل ہو گئے تھے جن کو ملک فلسطین کے یہودی جو ہنوز عبرانی، سریانی اور آرامی زبانوں کا مقابلتہً زیادہ علم رکھتے تھے۔ الہامی نہیں تسلیم کرتے تھے پس جب مسیحی بھی قدیم اور یہودی نوشتوں کو عام طور پر الہامی سمجھنے لگے۔ تو ان میں بھی اختلاف رائے لازم تھا۔ علاوہ ازیں ابتدائی زمانہ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مقامات کی جماعتیں عہد جدید کے بعض صحیفوں کو الہامی سمجھتی تھیں۔ اور بعض دیگر جماعتیں غیر الہامی۔ پس جب "قانون" مرتب ہوا تو جو کتابیں کہ داخل قانون نہیں ہوئیں۔ وہ رفتہ رفتہ غیر الہامی بلکہ جعلی متصور ہونے لگیں۔ زمانہ اصلاح (ریفریمیشن) میں رومی کلیسیا اور پروٹسٹنٹوں کے مابین بعض صحائف کے الہامی یا غیر الہامی ہونے کی بابت از سر نو بحث شروع ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخلاف کلیسیائے روم بعض کتابوں کو پروٹسٹنٹوں نے غیر الہامی ثابت کیا اور اُن کو اپاکرفا کے نام سے موسوم کیا۔

مساتیر کی تقسیم۔ بلحاظ مضمون علماء نے مساتیر کی چار تقسیمیں کی ہیں۔ اوّل۔ تواریخ یعنی وہ کتابیں جن میں زمانہ گذشتہ کے حقیقی واقعات کا بیان ہو۔ مثلاً مکابیوں کی پہلی کتاب۔ دوم۔ اساطیر یعنی وہ کتابیں جن میں پرانے زمانے کے افسانے بیان کئے گئے ہوں۔ عام اس سے کہ افسانہائے مذکور تاریخی واقعات پر مبنی ہوں یا نہ ہوں۔ سوم۔ کشفیات۔ یعنی وہ کتابیں جن میں آئندہ زمانے کے واقعات کا بیان ہو۔ اس میں یہ بھی شرط ہے کہ راقم کتاب نے حالت رویا میں واقعات مذکور کو گویا واقع ہوتا ہوا دیکھا ہو۔ مثلاً عہد ابراہیم۔ چہارم۔ حکمیات۔ یعنی وہ کتابیں جن میں حکمت و دانش کی باتیں درج ہوں۔ مثلاً حکمت کی کتاب۔

مساتیر کی تفصیل۔ مساتیر کی نوعیت کا مختصر بیان کرنے کے بعد اب ہم اُن کی تفصیل باعتبار عہد یعنی زمانہ لکھتے ہیں۔ بعض تحریرات کے مفصل حالات بیان کرینگے۔ اور بعض کا ذکر اجمالی طور پر کر دینا کافی ہوگا۔ موٹے طور پر یوں سمجھ لینا چاہئے کہ بعض مساتیر عہد عتیق سے

---

[1] داریمین جمع داری مصدر درایت سے۔ انگریزی میں ناسٹک کہتے ہیں۔ قدیم مسیحیوں کا ایک فرقہ جو حکمت و معرفت کا دعوے کرتا تھا۔ لفظ ناسٹک اور ہندی [illegible] بعض محققین اتحاد کرنا چاہتے ہیں۔ عابد مسیح

[2] ترجمہ ہفتاد۔ انگریزی میں سپٹواجنٹ۔ ایک مشہور ترجمہ الکتاب کا نام ہے جو خداوند مسیح سے تقریباً ڈھائی سو برس قبل ختم ہوا تھا۔ یہودیوں میں روایت مشہور ہے کہ یہ ترجمہ ستر یہودی علماء نے کیا تھا۔ ہفتاد کے معنی ستر۔ عابد مسیح

تعلق ہیں اور بعض عہد جدید سے۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اکثر مسائل پر رومی کلیسیا اور دیگر کلیسیا متفق ہیں۔ البتہ بعض کتابوں میں اختلاف ہے کہ رومی کلیسیا اُن کو الہامی جانتی ہے اور الکتاب کے قانون میں داخل سمجھتی ہے اور دوسری کلیسیائیں کتب مذکورہ کو الہامی تسلیم نہیں کرتیں۔ تفصیل ان جملہ امور کی آگے آتی ہے۔

عابد مسیح۔

مارآستین

چھٹا سین

رانسنہ

نظر ٹبو۔ یار کے کوچہ میں آج اپنی حجامت ہوگئی فاقے کھینچتے کھینچتے حالت زار ہوگئی۔ اُدھار کھاتے کھاتے طبیعت بیزار ہوگئی۔ خانہ عیش اندھیرا ہوگیا سر پر جوتے پڑتے پڑتے سویرا ہوگیا۔ تو یہ مفلسی بھی کیا بُری چیز ہے۔ جس میں نہ نیکی کا خیال ہے نہ بدی کی تمیز ہے۔ ایسی حالت سے تو مرنا عزیز ہے ؎

سخت مشکل ہے کاٹنا گھنٹا

زندگی کا مٹائیں ہم ٹنٹا

آرزو ہے کہ سو رہیں ہمدم

ہم چڑھاکر افیم کا انٹا

آہا وہ حاسد اور سودابہ آرہے ہیں۔ ان کی گفتگو بھی سنیں (چھپ جاتا ہے)

حاسد۔ بانو کہئے مزاج کیسا ہے۔

سودابہ۔ الحمدللہ

حاسد۔ نمایاں آپ کے چہرہ پہ اسد رنج والم کیوں ہو

بپے امداد جب حاضر ہوں میں پھر رنج و غم کیوں ہے

سودابہ۔ ہمیں اہل جفا نے عیش سے محروم کر ڈالا

تمہیں تبلاؤ دنیا میں یہ اندازِ ستم کیوں ہے

حاسد۔ اٹھا سکتا نہیں صدمہ دل پر احتیاج اس کا

دیکن چاہیئے کرنا ہمیں فوراً علاج اسکا

سودابہ۔ سنصور نشاں تیرا مٹانے کے لئے دل

بے تاب ہے بے تاب ہے بے تاب ہے واللہ

حاسد۔ یہ زہر کی شیشی تیری جاں لینے کی خاطر

نایاب ہے نایاب ہے نایاب ہے واللہ

نظر ٹبو۔ (ظاہر ہوکر)

بدے کے لئے تم نے عجب سوانگ نکالا

آداب ہے آداب ہے آداب ہے واللہ

سودابہ۔ کون! نظر ٹبو۔

نظر ٹبو۔ جی ہاں وہی نکھٹو

سودابہ۔ جو کچھ ہم نے کہا تو نے سنا؟

نظر ٹبو۔ بےشک سنا۔ مگر آپ کا طرز عمل ٹھیک نہیں +

سودابہ ؎

رود چو وقتِ عزیز از دست کارِ آساں محال ماند

اگر من از انتقام گندم ہمیشہ بردل ملال ماند۔

نظر ٹبو ؎

دھرے گئے تم اگر تو گھر میں نہ ہانڈی ماند نہ تھال ماند

پڑیں جوتے پولیس کے گر تو کھوپڑی پر نہ بال ماند

سودابہ ؎

بگردم از آرزوئے خود گر دلم زبس بیقرار باشد

حیاتِ منصور و جانِ محمود در دلم مثلِ خار باشد

نظر ٹبو ؎

اگر گرفتار ہوگئے تم گلے میں رسے کا ہار باشد

ملا جو پھانسی کا حکم تم کو تو کیسی مٹیا بہار باشد

سودابہ۔ ان خیالوں کو دل سے نکال میرے منصوبوں پر خاک نہ ڈال۔ اگر تو میرا ساتھ دیگا تو کردونگی مالامال۔

نظر ٹبو۔ تو پھر تو کونسی بات ہے محال۔ وہ رنگ جماؤں چہ دام مکر پھیلاؤں کہ دشمن بھی یاد ہی کریں۔ اگر میں نے بھی بڑھے منصور کو نہ نیایا بجاڑے کا ٹٹو تو مجھے بھی کوئی کیا کہیگا نظر ٹبو۔

از نصیر کرنالوی

حالت حاضرہ پر تبصرہ

گذشتہ چند ایک سال کی عدم تعاون کی تحریک نے واضح طور سے روشن کر دیا ہے کہ ہم درحقیقت زبانی جمع خرچ کرنے اور بغیر سوچے ملکی معاملات میں بے پر کی اُڑانی خوب جانتے ہیں۔

اُدھر تو ساکنان مغرب نے ہوا میں اُڑ کر یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ انسان بغیر موٹر انجن کے ہوا میں اُڑ سکتا ہے۔ چنانچہ ایک انگریز پانچ منٹ۔ فرانسیسی دو منٹ اور جرمن تین گھنٹے ہوا میں رہے۔

اُدھر ہم اہل ہند عناد اور نفاق کی بنا پر سوراج کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ ہم کو عدم تعاونیوں سے کوئی تخالف نہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم کو اعلیٰ منصب ملیں اور ضرور ملیں بشرطیکہ ہم اُن ذمہ واریوں کے لئے اپنے آپ کو لائق ثابت کر دکھائیں۔ یہ نہیں کہ لاٹھی لے کر اپنے آقا کے ساتھ جنگ کریں۔ ہمارا موجودہ طریقۂ طلبیدن حقوق قطعی ناواجب۔ ناجائز اور تہذیب سے کہیں بعید ہے۔

ملتان کے خوفناک حادثہ سے ایک مخفی بات روشن ہوگئی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہندو مسلم اتحاد کا گیت جو بہت سے سنا جاتا تھا وہ ایک بے حقیقت شے ثابت ہوگیا۔ عجیب تر یہ معاملہ ہے کہ بعض اخبارات میں اب تک ہندو مسلم اتحاد کے راگ گائے جاتے ہیں۔

خداوند کریم کا شکر ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ ہر ایک شخص اپنے مذہب کے رسومات بغیر کسی مداخلت کے بجا لا سکتا ہے۔ ہم کو خداوند کا شکر کرنا اور گورنمنٹ کی خیرخواہی کا دم بھرنا ہر طرح واجب ہے کہ ہم اُس کے

وسیلے سے بیرونجات اندرونی خطرات سے محفوظ رہیں۔

ہمارے ہموطن سوچیں کہ آجتک ہم نے اپنی آزادی کے واسطے جو کچھ کیا ہے اور اس کے نتائج جو کچھ دیکھے ہیں کیا وہ ہمارے ضعیف اور کمزوری اور ہماری ناواقفی اور ناقابلیت کے کم ثبوت ہیں۔ ہم نے اپنے آپ کو نقصان پہنچانے میں کیا کسر چھوڑی ہے۔ جو ہماری شجاعت و بہادری کے نتائج ہیں۔ ان میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کرتے ہیں۔

ہم نے سکولوں اور کالجوں کے بائیکاٹ کی تحریک دی۔ لیکن کامیابی سے مایوسی حاصل ہوئی۔ گھر وغیرہ چھوڑ کر ہجرت اختیار کی تو انہی قدموں واپس لوٹنا پڑا۔ سول نافرمانی میں قدم دراز ہوئے۔ سزائیں برداشت کیں۔ خونریزی ہوئی۔ اور آخر مجبوراً اس سے بھی دستبرداری اختیار کی۔ غرضیکہ پولیٹیکل جدوجہد میں ہم نے کچھ نہ کیا بجائے اتحاد کے دشمنی اور نفاق پیدا ہوا۔ اچھے اچھے لوگوں سے جیل خانے بھر گئے۔ کروڑہا کروڑ روپیہ کا نقصان اہل ہند کے حصہ میں آیا۔

قریباً ۹ کروڑ کی روئی ہند میں سڑ رہی ہے۔ اسے کوئی پوچھتا نہیں۔ کھدر روپیہ گز اور ۱۲ گز بک رہا ہے۔ ولایتی کپڑا کھدر سے بہت سستا ہے۔ جن لوگوں کی دکانیں ولائتی مال سے بھری ہیں وہ سوراجیوں کی جان کو الگ رو رہے ہیں۔

ان تمام حالات کو دیکھ کر اہل وطن سے عرض کرتے ہیں کہ کب تک سوراجیہ کے عشق میں اپنے ملک اور قوم کا نقصان کرو گے؟ حضرات ابھی موقع ہے۔ ان ادھورے کاموں کو چھوڑ کر کوئی ملک کی بہتری اور بہبودی کی تجویز سوچو نہ کہ بنے بنائے گھر کو برباد کرو۔ اپنے عزیز ہموطنوں کی سزایابی پر مبارکبادیاں دینا اور تعلیس بیجا نا چھوڑ دو۔ ابھی وقت ہے۔

ہم کو یقین ہے کہ گورنمنٹ معافی کی درخواست پر ضرور اپنے اعلیٰ انتظام اور عدل اور بردباری کی داد دیتی ہوئی گذشتہ را صلوٰۃ کہیگی۔ بشرطیکہ ہم یہ امید دلا دیں۔ بلکہ یہ ثابت کر دکھائیں کہ ہماری وفاداری گذشتہ جنگ کے ایام سے کہیں بڑھ کر ہے۔

حیف صد حیف بیوقوف لیڈروں پر جن سے ملک کو پاپڑ اور مفلسی کی زیادتی ہوئی۔ آج اگر وہ ہماری آواز کو سنتے ہوں۔ جو راہ مستقیم کی کلید ہے تو گرشتہ تنزل کے پروگرام کو ترک کرتے ہوئے تعمیر از سر نو اختیار کرلیویں۔ اور اپنی تمام مالیت۔ قابلیت اور وقت۔ صنعت وحرفت۔ ایجاد اور تجارت پر صرف کریں تو ان کا ثمرہ دولت و آزادی اور آرام حاصل کریں۔ موجودہ حالت میں ہم غیر ممالک کی تقلید کریں اور بائیکاٹ اور مخالفت کو ترک کر کے یہ ثابت کر دکھادیں کہ ہم درحقیقت گورنمنٹ قوم اور ملک کے خیرخواہ ہیں۔

ایس۔ مولا بخش۔ معرفت ریڈ کراس۔ لاہور

خبریں

بحیرۂ عرب کا عجوبہ

سٹیٹسمین کا نامہ نگار ۲۲ نومبر کے روز کولمبو سے لکھتا ہے کہ بحیرہ عرب میں یہ عجوبہ ایچ۔ ایم۔ ایس ڈنڈ پکیٹو جہاز کے تمام سواروں نے دیکھا ہے۔ اور عجوبہ یہ ہے کہ بحیرہ عرب میں زمین کے کنارے سے بہت دُور دو کینو پر آدمی سوار نظر آئے۔ (ان کی کینو ایک قسم کی کشتی کا نام ہے) لہروں سے مقابلہ کر رہی تھی۔ جب کینو سواروں نے ڈنڈ پکیٹو کو دیکھا تو جہاز ٹھہرانے کا اشارہ کیا ہے۔ تب کینو سوار ڈنڈ پکیٹو کی طرف آئے۔ وہ سب کے سب سخت پیاسے اور جنگل برہنہ تھے۔ جہاز کے قریب آکر ان میں سے ایک نے کپتان جہاز سے اشارے سے عرض کی کہ ہمیں پانی پلاؤ۔ تمام جہاز سوار اُن کو دیکھ کر دنگ تھے۔ تب جہاز کے افسر نے اُن کو پانی پلایا۔ کوشش کی گئی کہ ان کی زبان سمجھی جائے اور اُن سے پوچھا جائے کہ وہ سنسیں کہاں سے آئے ہیں۔ پر اُن کی زبان کو کوئی نہ سمجھ سکا۔ لاچار ہو کر ڈنڈ پکیٹو اُن کو چھوڑ چلا گیا۔

افریقہ میں شیروں سے جنگ

زمبیسی کے قریب لیفٹیننٹ کرنل سر رنیلڈ ولف بیکر موضع کمپنی لیوکا میں آپ اور آپ کے جانوروں کا مینیجر ایک امیدوار کے ہمراہ جنگل میں گئے۔ اُن کے پاس دو بندوق اور ۱۳ کارتوس تھے۔ یہ تینوں صاحبان ایک دم سات شیروں سے ملے۔ ان تینوں صاحبان نے سات شیر مار گرائے۔ ان میں سے ایک شخص زخمی ہوا تھا جو ایک ہفتہ کے اندر ہی راضی ہو گیا۔

اکسفورڈ ۲۱ نومبر کی خبر ہے کہ دوپہر دن سے لندن پر دھند غبار سے سخت اندھیرا چھایا جس نے موٹروں کے بادلوں نے ملکر اور بھی گہرا کر دیا تھا۔ دن دہاڑے گویا رات پیدا ہو گئی۔

کیلیکیسو ۲۰ نومبر کی خبر ہے کہ خلیج کیلیفورنیا میں ٹیبیرو نامی سٹیمر ۷۰ مزدوروں کے ساتھ غرق ہو گیا۔

مدراس ۲۰ نومبر کی خبر ہے کہ کوکونا میں سخت ہوائی طوفان آیا ہے۔ ہزاروں درخت جڑوں سے اکھاڑے گئے ہیں۔ بندرگاہ کا مال گودام سمندری لہروں سے پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ جھونپڑیوں کی جھونپڑیاں ڈوب گئی ہیں۔ اور افسوسناک حادثہ یہ بھی واقع ہوا ہے کہ جہاز کلیمن کمنگ جو بندرگاہ میں لنگر انداز تھا لہروں کی زد میں آکر گم ہو گیا ہے۔ اس پر جو ملاح اور سوار تھے اُن کا اور جہاز کا کچھ پتہ

نبیر چلا۔

بمبئی ۲۱ نومبر کی خبر ہے کہ بمبئی گورنمنٹ نے بمبئی شہر کی غریب آبادی کے لئے ایک ایک کمرے کے ۵۰۰۰ مکان بنانے کا انتظام کیا ہے۔

میلان ۲۰ نومبر کی خبر ہے کہ ایک شخص پریسی نامی نے ایک سو کیلومیٹر کا فاصلہ پیدل چلکر ۹ گھنٹے ۱۵ منٹ ۳۰ سیکنڈ میں طے کیا۔ یہ شخص پیدل تیز رفتاری میں تمام دنیا میں اول شخص ہے۔

لاسین کانفرنس نے ٹرکی کے حدود اربعہ کی بابت اسبات پر اصرار کیا ہے کہ اُس کے وہی حدود ہوں جو ۱۹۱۳ء میں تھے۔ دول متحدہ نے مغربی تھریس پر بھی ٹرکی اختیارات منظور نہیں کئے ہیں

لنڈن ۲۱ نومبر کی خبر ہے کہ جنرل برتھ ہندوستان میں دورہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں تاکہ سالویشن آرمی کے کام کو تقویت پہنچائیں۔

برلن ۲۱ نومبر کی خبر ہے کہ جرمن وزارت پھر مرتب ہو گئی ہے۔

لنڈن ۲۲ نومبر کی خبر ہے کہ آکسفورڈ کی کانووکیشن نے بالاتفاق یہ قرارداد پاس کی ہے۔ کہ آکسفورڈ میں ایک پیتھالوجی کا نیا سکول کھولا جائے اور سر ڈبلیو ڈن کے ۱۰۰۰۰۰ پونڈ کے عطیہ کو اس سکول کے لئے قبول کر لیا جائے۔

ہانگ کانگ ۲۲ نومبر کی خبر ہے کہ انگریزی سٹیمر سوٹین نامی پر دو چینی بحری ڈاکو سوار تھے۔ ان کو معلوم ہوا کہ اس سٹیمر پر ۳۰۰۰۰ ڈالر لدے ہیں۔ ہمت کر کے لوٹ تو لئے پر لے جا نہ سکے۔ دونوں زخمی ہو کر رہ گئے۔

برمنگھم۔ (الہ آباد) ۲۲ نومبر کی خبر ہے کہ ڈڈورڈ کی لوہے کی کان میں تصادم ہونے کے باعث ایک سو کان کن کان میں دب مرے۔

سکندر آباد ۲۴ نومبر کی خبر ہے کہ وہاں ۵۰۰۰ کان کن کام چھوڑ بیٹھے ہیں۔

بمبئی ۲۴ نومبر کی خبر ہے کہ وکٹوریہ ٹرمنس سٹیشن پر دو پٹھان بغیر ٹکٹ ریلوے سفر کرتے پائے گئے ٹکٹ کلکٹر نے اُن سے ٹکٹ مانگا پر نہ دے سکے۔ کرایہ مانگا ریوالور سے اس کو گولی کا نشانہ بنا ڈالا۔ پولیس نے پکڑنے کی کوشش کی تو سپاہی پر بھی گولی داغدی آخر ایک تو بھاگ کر بچ نکلا۔ دوسرا گرفتار کر لیا گیا جس کے پاس بھی پستول پائی گئی۔

لنڈن ۲۳ نومبر کی خبر ہے کہ امریکہ کی ۴۸ ریاستوں میں سے ۴۳ میں موٹر کاروں سے ۱۹۲۱ء کے درمیان ۱۰۱۲۸ جانیں تلف ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی رپورٹ ہے کہ ایک سال کے اندر ۵۰۰۰۰ جانوں کا نقصان ہوا ہے۔

لنڈن ۲۴ نومبر کی خبر ہو کہ آئرلینڈ میں اب تک بد امنی ہے۔ ڈبلن میں خوفناک لڑائی ہوئی ہے جس میں بڑا نقصان ہوا ہے۔

شریمتی پاربتی دیوی کمالیہ نواسی میرٹھ سے جاری شدہ ایک وارنٹ پر زیر دفعہ ۱۵۳ و ۱۲۴ لاہور میں گرفتار کر لی گئیں۔

گرفتاری کے بعد آپ کو بذریعہ پسنجر سے میرٹھ پہنچا دیا گیا۔ لاہور میں آپ کی گرفتاری پر ایک پبلک جلسہ کیا گیا۔

مولوی دین محمد ایڈیٹر الوحید کراچی کو زیر دفعہ ۱۲۴-۱۲ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ ملزم نے صفائی نہ دی۔

اخبار مذکور میں ۲۹ اگست کی اشاعت میں ایک مضمون بعنوان "گورنمنٹ کا سرحدی اضطراب" چھپا تھا۔ جسے مغویانہ سمجھا گیا۔

خبر ہے اٹک جیل کے اکالی قیدیوں نے فاقہ کشی شروع کر دی۔ لاہور کے ۵ دیہات میں تعزیری پولیس کی چوکیاں قائم ہو گئیں۔

ان دیہات میں اکالیوں سے ہمدردی کا اظہار کیا جاتا تھا۔ امید ہے کہ اب سب راہ راست پر آجائیں گے۔

امرتسر میں سکھوں کے ایک جلسہ میں قرار دیا گیا کہ جو سکھ گوردوارہ بل کی رو سے کمشنر بنیگا وہ پنتھ کا دشمن سمجھا جائیگا۔

کوئی سکھ اس کمیٹی کا جو گوردواروں کے لئے مقرر ہو نہ کمشنر بنے۔ نہ بنانے میں مدد دے۔ جلسہ میں گوردوارہ کمیٹی پر اعتماد ظاہر کیا گیا۔

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ یہ بات گورنمنٹ ہند کے نوٹس میں آئی ہے۔ افواہ پھیل رہی ہے۔ کہ گورنمنٹ نے نکل کی اٹھنی کا سکہ واپس لے لیا ہے۔ یہ سکہ ابھی تک جائز سکہ ہے۔ ہاں اس کی غیر ہردلعزیزی کے باعث گورنمنٹ اسے مزید تیار نہیں کر رہی ہے

انگورہ اسمبلی نے رفعت پاشا کو معزول کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ اتحادیوں کی ہر بات ماننے کے لئے تیار رہتے تھے۔

چینیا چکناری کے قریب بگر کھل اور فتحپور گاؤں کے دیہاتیوں نے دو چیتے پھانس لئے۔ بہادری کی۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۸ سے آگے) داتن کے دوچار قطرے چلّو میں ڈال دیتے ہیں۔ بچہ اُس کو چاٹ لو۔ روحی کلیسیا میں ہزار بدعتیں ہوویں۔ مگر اس پروٹسٹنٹی بدعت کے سامنے اُن کی کچھ حقیقت ہی نہیں۔ روحی اچھے ہیں۔ سرے سے پیالہ ہی نہیں دیتے۔ سلوشین آرمی اس سے بہتر کہ پیالہ اور روٹی ہر دو سے مستغنی ہیں۔ ادھیاں سرے سے شراکت کا ہی خاتمہ کر دیا۔ اور ایک فرضی بیماری نے بقول منت صاحب زندہ شراکت کا خون کر دیا۔ ایسی نشتر لگائی ہے کہ دم لینا مشکل ہو گیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بیرہمن مسیحی جوبلی میں بڑا عہدہ دار اور معتبر دیندار شخص لیا کی دینی موتحید تھا۔ اس کا یہ قاعدہ تھا کہ سب سے پہلے پاک میز کے پاس چلا جاتا۔ تاکہ شروع اُس سے ہووے جیسے چرچ آف انگلنڈ کا قاعدہ ہے۔ کبھی خیال نہ کیا مگر ہمارے بھائیوں میں سے کسی نے شکایت کی کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ بابو ہم سب سے پہلے میز پر جا پہنچتا ہی کسی طرح پادری صاحب جو مشنری تھا) کے کان تک یہ بات جا پہنچی۔ انہوں نے بھی اس کا نوٹس لیا۔ مگر کچھ نہیں کہا۔ عشا تقسیم کرنی دوسری طرف سے شروع کر دی کہ ہمارے سب کا جوٹھن جائیں۔ آدھ بیچ تاب تو بہت کھائے۔ مگر اُٹھ نہ سکتے تھے۔ قہر درویش بر جان درویش عشا دے لی۔

یہ صرف ایک خیالی بہانہ ہے کہ بیماری لگ جاتی ہے اصل میں بات وہی ہے کہ بھنگی اور چمار کے منہ لگا پیالہ ہم کیسے منہ لگا دیں۔ آہ

اس نئی تہذیب نے ہم کو کہاں انداختہ

جس جگہ جائے نہ شیطاں ہیں وہاں انداختہ

خدا کے واسطے مسیحی رفاقت کی جڑوں پر کلہاڑا نہ رکھو۔ اس لعنتی بدعت کو رواج مت دو۔ ہمارے خداوند شاگردوں کے ساتھ ایک برتن میں کھا رہے تھے۔ خداوند نے فرمایا جو میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالتا ہے وہ مجھے پکڑوائیگا۔ خداوند نے پیالے سے پیالہ نہیں دیا۔ پی لو۔ اس میں سے پیو۔ سب پی لو۔ شراکت ایک پیالہ میں ہے۔ مجھے لطیفہ یاد آیا۔ ناظرین بھی لطف اُٹھاویں۔ دو شخص آپس میں بات چیت کرتے تھے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ کُتّے کون ہوتے ہیں۔ اس نے کہا ان کے آگے روٹی پھینک کر دیکھو۔ دو چار روٹیاں کُتّوں کے آگے ڈالدیں تو کُتّے ایک ایک روٹی لیکر الگ ہو گئے۔ اب شخصی پیالوں کے استعمال میں اتحاد کی وہی کیفیت ہے جو مذکور ہو چکی ہے۔

میری تحریر کسی قدر سخت ہے۔ مگر مجبور ہوں کیا کروں۔ یہ میری غیرت کا گناہ ہے۔ معاف کیجئے۔ واعظ

پسیلی بچوں کے واسطے

باٹے پن میں آنکھ لگی اور دل میرا للچایا

گانٹھ کا پورا آنکھ کا اندھا ایسا تیاں پایا

آسان طرح شعر میں

کرسمس پر گانے کے واسطے ذیل کی طرح اور اسی طرح کے مضمون پر اُردو اور پنجابی کی چند غزلیں چاہیئے۔ وزن یہی ہو۔ ردیف یہی ہو۔ قافیہ یہی ہو۔ مضمون خداوند یسوع کی پیدائش اور بیت اللحم کی خواہش۔ حقیقی وطن کی چاہ۔ جہاں خداوند ہے۔ پُرانے مسیحیوں میں سے کسی بزرگ کی غزل کا یہ شعر ہے۔ مدت ہوئی کہ میں نے یہ غزل دیکھی تھی۔ شاید غذائے رُوح میں ہو۔ مجھے یاد نہیں راحت دل میں البتہ اس طرح پر ایک غزل ہے۔

رہا قافیہ کروں ردیف۔

جی چاہتا ہے چھوڑ کے حب وطن کی چاہ

بستی میں اپنے یار یسوع کے رہا کروں

راقم

بیبی کرسمس۔

حق کیا ہے

چند روز ہوئے ایک مسیحی دوست کا خط مجھے ملا جس کا آغاز اس شعر سے تھا۔

رقیبوں نے رپٹ جا جا کے لکھوائی ہے تھانے میں

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ذرا سوچنے سے پتہ لگ گیا کہ اُنہوں نے یہ کیوں لکھا ہے۔ میں اُن کا شکر گذار ہوا۔ کہ اُنہوں نے دوستی کا حق ادا کر دیا۔ مجھے خبر دی کہ تم پر جرم قائم ہو رہا ہے۔ تھانے میں رپورٹ ہو گئی ہے کہ تو خدا کا نام لیتا ہے تو نہ جیئیگا۔ کیونکہ تو خدا کا نام لے کے نبوت کرتا ہے۔ حکم ہو کہ تو پھر کبھی نبوت مت کر۔ عاموس ۷: ۱۳۔

میں تو نبی نہیں۔ نہ نبی کا بیٹا ہوں۔ خداوند نے مجھے فرمایا کہ میں نے تجھے مقرر کیا ہے کہ تو نبوت کرے اور حق پر گواہی دے۔ اب اگر میں یہ کام نہ کروں تو میری زبان تالو سے لگ جائے گی۔ اگر میں نبوت نہ کروں تو نمک حرام ہوں۔ میں ہی کیا تمام انجیل کے خادم۔ تمام مشنری۔ بلکہ ہر ایک سچے مشنری کا کام ہے کہ نبوت کرے۔ یہی حق ہے۔ رپورٹ کا کیا خطرہ ہے۔ ہم یرمیاہ اور عاموس سے بڑے نہیں۔ ہم یوحنا اور پطرس کے خاک پا بھی نہیں۔ جب اُن کے خلاف رپٹ کی گئی۔ جب رسول مقبول پولوس پر پرچے چاک کئے گئے تو میرے عزیز آپ نہ گھبراویں۔ میں اُن سے بہتر نہیں۔ اُن کا نام لیتا ہوں۔ جنہوں نے فرمایا ہے:۔

جتنے مسیح یسوع میں دینداری کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتے ہیں وہ سب ستائے جائینگے۔ اور بُرے اور دھوکے باز آدمی فریب دیتے اور فریب کھاتے ہوئے بگڑتے چلے جائینگے۔ ۲۔ تمطاؤس ۳: ۱۲*

راقم:۔ بندۂ حق

ضرورت

نیوزیلنڈ پرسبٹیرین مشن جگادھری ضلع انبالہ کے لئے ورنیکولر مڈل پاس آدمیوں کی ضرورت ہے جو استاد اور منادکا کام کرسکیں۔ درخواستیں سرٹیفکیٹ کی نقول کے ساتھ مس اے۔ ای ہینڈرسن جگادھری کے نام روانہ کرنا چاہیئے اور جملہ خط وکتابت انہیں سے کرنا چاہیئے اس موومنٹ میں تجربہ کار شخص کو ترجیح دی جائے گی۔

اس کے سوا ایک تجربہ کار بائبل استانی کی بھی ضرورت ہے۔ ضلع کی زبان اُردو ہے ✦

المشتہر

مس۔ اے۔ ای۔ ہینڈرسن جگادھری ضلع انبالہ۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں ✦

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول

بٹالہ ضلع گورداسپور

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اُردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے نمونے کا پرچہ پادری سی ایچ ہیڈ سی بی۔ ایس سی ایڈیٹر ومینجر مخزن مسیحی فتحگڑھ یو۔ پی سے طلب کرسکتے ہیں ✦

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

اردو کی پہلی کتاب	۲ /	روسن پنجابی پرائمر	۱ /
دوسری ”	۳ /	تیرہ ماہ ۔ اسلام میں مسیح	۱ /
صحت جسمی ہم ترتیب	/	ینابیع القرآن	۳ /
مسئلہ التحقیق	۲ /	ویدوں کی اصل	۳ /
صراط المستقیم	۸ /	دو سوال	۳ /

المشتہر:۔ مینجر کرسچن بک سٹور۔ لودھیانہ

دستور العمل نُورافشان

سالانہ قیمت ہندوستان کے حدود کے اندر ۲ / ۔ غیر ممالک سے [illegible]

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا ۱/۴ حصہ	[illegible]	عـ۱۲	عـ۳۲
چوتھائی کالم	عـ۱۲	عـ۳۲	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	۱۰۰ /
پورا صفحہ	۱۰۰ /	[illegible]	۳۰۰ /

سہ ماہ سے کم عرصے کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر ۲ / لیکن کسی اشتہار کے لئے ۲ سے کم نہ لیا جائیگا ✦

یونینگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

۱۸۷۵ء سے قایم ہے

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کردی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری کا نرخ ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم اور کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جرکشا ۱۰ سے ۵۰ تک کرو کو نرل ۱۰ سے ۲۰ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں ✦

مژدہ

مینجر نورافشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نورافشاں بناکر اُس کا پتہ مینجر کے دفتر میں بھیج دیوے اور اُن کے نام پر نورافشاں کم ازکم ایک سال کے لئے جاری کرادیوے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت اخبار دیا جائیگا۔

المشتہر

مینجر نورافشان

[illegible] کے لئے نیشنل پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا ✦